88734 ـ نام ركھنے ميں تاخير كرنا

سوال

ہمارے ہاں بچے كى پيدائش ہوئى ليكن مينڈھا نہ ملنے كى بنا پر نام ركھنے ميں تقريبا پانچ ماہ تاخير ہو گئى، تو كيا اب ہم اس كا نام ركھ سكتے ہيں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

بچے كا نام ركھنے كے وقت كى تحديد ميں كئى ايك احاديث آئى ہيں جن ميں سے چند ايك درج ذيل ہيں:

1 ـ وہ احاديث جو پيدائش كے ساتويں روز بچے كا نام ركھنے كے استحباب پر دلالت كرتى ہيں:

عمرو بن شعيب عن ابيہ عن جدہ:

نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے حكم ديا كہ بچے كا ساتويں روز نام ركھا جائے، اور اس كى گندگى دور كى جائے، اور اس كا عقيقہ كيا جائے "

سنن ترمذى حديث نمبر (2832) ترمذى نے اسے حسن غريب كہا ہے، اور علامہ البانى رحمہ اللہ نے اسے صحيح ترمذى ميں حسن قرار ديا ہے.

سمرہ بن جندب رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" ہر بچہ اپنے عقيقہ كے ساتھ رہن اور گروى ركھا ہوا ہے، ساتويں روز اس كى جانب سے ذبح كيا جائے، اور اس دن اس كا نام ركھا جائے اور اس كا سر منڈايا جائے "

سنن ابو داود حديث نمبر (2838) علامہ البانى رحمہ اللہ نے الارواء الغليل (4 / 385) ميں اسے صحيح قرار ديا ہے.

2 ـ وہ احاديث جو پہلے روز ہى نام ركھنے پر دلالت كرتى ہيں:

انس بن مالك رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" رات میرا ایك بیٹا پیدا ہوا ہے، جس كا نام میں نے اپنے باپ كے نام پر ابراہیم ركھا ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (2315).

اور جمہور علماء كہتے ہیں كہ اولی اور بہتر یہی ہے كہ بچے كا نام ساتویں روز ركھا جائے، اور انس بن مالك رضی اللہ تعالی عنہ والی حدیث صرف ولادت كے دن نام ركھنے كے جواز پر دلالت كرتی ہے نہ كہ استحباب پر.

دیكھیں: المغنی (9 / 356).

اور بعض مالكی اور امام نووی كہتے ہیں اور حنابلہ كے ہاں بھی ایك توجیہ ہے كہ ولادت كے پہلے روز نام ركھنا مستحب ہے اور اسی طرح ساتویں روز بھی مستحب ہے.

امام نووی رحمہ اللہ كہتے ہیں:

" سنت یہ ہے كہ بچے كا نام ولادت كے ساتویں روز ركھا جائے یا پھر ولادت كے روز " انتہی.

دیكھیں: الاذكار (286). مزید دیكھیں: الانصاف (4 / 111).

اور امام بخاری رحمہ اللہ كا مسلك ہے كہ جو شخص عقیقہ كرنا چاہے تو وہ عقیقہ كے دن ساتویں روز تك نام ركھنے میں تاخیر كرے، اور جو عقیقہ نہ كرنا چاہے وہ پہلے روز ہی نام ركھ لے "

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ كہتے ہیں:

" اور یہ (احادیث كے درمیان) بہت اچھا اور لطیف جمع جسے بخاری كے علاوہ كسی نے بھی جمع نہیں كیا " انتہی.

دیكھیں: فتح الباری (9 / 588).

اور عراقی رحمہ اللہ كہتے ہیں:

" اور یہی (یعنی ساتویں روز مستحب ہے) قول حسن بصری اور مالك اور شافعی اور احمد وغیرہ كا ہے.

اور ہمارے اصحاب كہتے ہیں: اس سے قبل نام ركھنے میں كوئی حرج نہیں.

اور محمد بن سیرین اور قتادہ اور اوزاعی كا كہنا ہے:

جب بچہ پیدا ہو جائے تو اس كی خلقت پوری ہو جاتی ہے اگر چاہیں تو اسی وقت اس كا نام ركھ سكتے ہیں.

اور ابن منذر کہتے ہیں: ساتویں روز بچے کا نام رکھنا بہتر اور اچھا ہے، اور جب چاہیں نام رکھ لیں.

اور ابن حزم کہتے ہیں: ولادت کے دن ہی بچے کا نام رکھا جائے، اور اگر ساتویں روز تك مؤخر کیا جائے تو یہ بہتر ہے.

اور ابن المھلب کہتے ہیں: جب بچہ پیدا ہو تو اسی وقت اس کا نام رکھنا جائز ہے، اور اس کے بعد بھی، لیکن اگر عقیقہ کرنے کی نیت ہو تو پھر سنت یہ ہے کہ ساتویں روز نام رکھا جائے، انہوں نے یہ امام بخاری کے قول سے لیا ہے جو انہوں نے باب باندھتے ہوئے کہا ہے:

عقیقہ نہ کرنا ہو تو ولادت کے دن ہی نام رکھنے کا باب. انتہی.

دیکھیں: طرح التثریب (5 / 203 ـ 204).

بہر حال اوپر جو بیان ہوا ہے وہ اس کی دلیل ہے کہ معاملہ جواز اور استحباب کے درمیان ہے، اور کوئی ایسی دلیل نہیں ملتی جو ساتویں روز نام رکھنے کو فرض کرتی ہو، اور اگر کوئی شخص ساتویں روز سے بھی نام رکھنے میں تاخیر کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے.

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" ہمارے اصحاب وغیرہ کا کہنا ہے: پیدائش کے ساتویں روز نام رکھنا مستحب ہے، اور اس سے قبل اور بعد میں جائز ہے، اس سلسلہ میں صحیح احادیث ملتی ہیں " انتہی.

دیکھیں: المجموع (8 / 415).

اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے اس کی بنا پر آپ کو چاہیے تو یہ تھا کہ آپ نئے مبارك بچے ـ ان شاء اللہ ـ کا نام پہلے یا ساتویں روز رکھ لیتے، پھر عقیقہ کا معاملہ آسانی تك چھوڑ دیتے کہ جب آسانی ہو عقیقہ کر لیا جائیگا، لیکن یہ ہے کہ اس میں امر استحباب کے لیے ہے، اور اسے ترك کرنا گناہ اور سزا کا موجب نہیں.

مزید آپ سوال نمبر (7889) اور (20646) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم .